

## مثنوی

مثنوی، مُسلسل اشعار کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں ہر شعر کے دونوں مصروع ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کے قافیے الگ الگ ہوتے ہیں۔

مثنوی کے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ اردو میں طویل اور مختصر دونوں طرح کی مثنویاں لکھی گئی ہیں۔ طویل مثنویوں میں میر حسن کی ”سحر البيان“، اور دیاشنکر نسیم کی ”گلزار نسیم“، بہت مشہور ہیں۔

مثنوی میں رزم و بزم، حسن و عشق، پند و صحت، مدح و بحبو، ہر طرح کے موضوعات نظم کے جاسکتے ہیں۔ قدیم مثنویوں میں زیادہ تر عشقیہ قصے اور مذہبی و اخلاقی مضامین نظم کیے گئے ہیں۔ ان عشقیہ قصوں میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو نثری داستانوں میں ملتی ہیں۔ فوق فطری عناصر کے علاوہ مثنویوں میں اس زمانے کی تہذیب و معاشرت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔ حالی اور آزاد کے زمانے سے مثنویوں کے اسلوب اور موضوعات میں نمایاں فرق آیا ہے۔ اس کے بعد اس میں مختلف موضوعات و مسائل نظم کیے جانے لگے۔

# میر غلام حسن، حسن

(۱۷۳۸ء - ۱۷۸۶ء)



میر حسن کے خاندان کے لوگ ایران سے آکر دلی میں بس گئے تھے۔ اس خاندان نے اردو زبان و ادب کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ میر حسن کے والد میر غلام حسین ضاہک اچھے شاعر تھے۔ ان کے بیٹے میر خلیق اور ان کے پوتے میر انیس نے اردو شاعری میں مرثیہ گوئی کی نئی راہیں نکالیں۔

میر حسن کچھ دنوں تک میر درد کے شاگرد رہے۔ جب دلی سے بہت سے لوگوں کا تعلق ٹوٹا تو میر حسن کے والد بھی فیض آباد چلے گئے۔ وہاں سے لکھنؤ پہنچ اور وہیں انتقال کیا۔ میر حسن نے غزلیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کی شہرت کا دار و مدار ان کی مثنوی 'سحر البيان' پر ہے۔ یہ مثنوی میر حسن نے انتقال سے کچھ ہی پہلے مکمل کی تھی۔ "سحر البيان" کی شہرت اور مقبولیت کے سامنے دوسرے بہت سے شعر اکی مثنویاں اور خود میر حسن کی دوسری مثنویاں ماند پڑ گئیں۔

منظر زگاری، واقعہ زگاری اور کردار زگاری کو دلچسپ اور متھرک شکل میں پیش کرنے اور کہانی کو مربوط طریقے سے بیان کرنے میں میر حسن کو خاص مہارت حاصل تھی۔ ان کی مثنوی مختلف اشیا اور مظاہر کے ذکر سے بھری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثنوی کی کہانی اگرچہ بالکل خیالی ہے لیکن اس کے واقعات اور کردار جیتے جائیں اور ہماری دنیا کے باسی معلوم ہوتے ہیں۔



4914CH25

# داستان شہزادے کے غائب ہونے کی اور غم سے ماں باپ اور سب کے حالت تباہ کرنے کی

یہاں کا تو قصہ میں چھوڑا یہاں ذرا اب سنو غم زدوں کا بیاں کروں حال ہجراں زدوں کا رقم کھلی آنکھ جو ایک کی وال کہیں تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہیں نہ ہے وہ پنگ اور نہ وہ ماہ رو رہی دیکھ یہ حال حیران کار کوئی دیکھ یہ حال رونے لگی کوئی پبلاتی سی پھر نے لگی کوئی سر پر رکھ ہاتھ، دل گیر ہو کوئی رکھ کے نیزِ زندگی چھڑی رہی کوئی انگلی کو دانتوں میں داب کسی نے دیے کھول سُنبُل سے بال نہ بن آئی کچھ ان کو اس کے سوا سمنی شہہ نے القصہ جب یہ خبر کلیجہ پکڑ ماں تو بس رہ گئی

کھلی آنکھ جو ایک کی وال کہیں نہ ہے وہ پنگ اور نہ وہ اس کی بو کہ یہ کیا ہوا ہائے پروردگار کوئی ضعف ہو ہو کے گرنے لگی کوئی بیٹھ، ماتم کی تصویر ہو رہی نرگس، آسا کھڑی کی کھڑی کسی نے کہا: گھر ہوا یہ خراب تپانچوں سے جوں گل کیے سُرخ گال کہ کہیے یہ احوال اب شہہ سے جا گرا خاک پر کہہ کے: ہائے پسرا کلی کی طرح سے بکس رہ گئی

کہا شہہ نے : وہاں کا مجھے دوپتا عزیزو! جہاں سے وہ یوسف گیا  
 گئے لے وو شہہ کو لپ بام پر دکھایا کہ سوتا تھا یہاں سیم بر  
 یہی تھی جگہ وہ جہاں سے گیا!  
 کہا: ہائے بیٹا ، تو یہاں سے گیا!  
 مرے نوجوان ! میں کدھر جاؤں پھر نہ کی بے نظیر!  
 عجب بحرغم میں ڈبیا ہمیں غرض جان سے تو نے کھویا ہمیں  
 کروں اس قیامت کا کیا میں بیاں ترقی میں ہردم تھا شوروفغاں  
 لپ بام کثرت جو یک سر ہوئی تلے کی زمیں ساری، اوپر ہوئی  
 شب آدھی، وہ جس طرح سوتے کٹی  
 رہی تھی جو باقی، سو روتے کٹی

میر حسن

## مشق

## لفظ و معنی

ہجران زده :	جدائی کامرا ہوا
ترم :	تحریر (اس کے معنی روپیہ پیسے کے بھی ہوتے ہیں)
ماہ رو :	چاند جیسے چہرے والا
جا :	جگہ
ضعف :	کمزوری
دل گیر :	مغموم، رنجیدہ، غلگین، دل گرفتہ

زندگی	:	ٹھوڑی
سنبل	:	ایک قسم کی خوشبو دار بیل
پسر	:	بیٹا
پکس	:	مر جھانا
بام	:	بالا خانہ، کوٹھا
سیم بر	:	چاندی جیسے بدن والا
پُر	:	بوڑھا
شوروفغاں	:	بلند آواز سے رونا

## غور کرنے کی بات

• میر حسن کی یہ مشنوی تقریباً دوسال پرانی ہے۔ اس کی خوبی اس کی سادگی اور جادو بیانی ہے اسی لیے اس کا نام سحر الہیان رکھا گیا ہے۔ اس مشنوی میں ایک ایسے بادشاہ کا ذکر ہے جس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ بہت متعدد مرادوں کے بعد اس کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جو بہت ہی خوب صورت تھا اس لیے اس کا نام بنے نظیر رکھا گیا۔ نجومیوں کے کہنے کے مطابق شہزادے کے لیے بارہ سال خطرناک تھے اس لیے اسے گھلے آسمان کے نیچے نہیں جانا تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بارہ سال پورے ہونے سے چند گھنٹیاں پہلے شہزادہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپت پر جا کر سو گیا اور ایک پری اس کی خوب صورتی کی وجہ سے اس پر عاشق ہو گئی اور اسے اڑا کر لے گئی۔ آپ کے نصاب میں اس سے آگے کا اقتباس شامل ہے جس میں شہزادے کے غائب ہونے کے بعد محل کے اندر جو آہ و فغاں کا طوفان انھا اس کی عکاسی بہت پرا شاندار میں کی گئی ہے۔

## سوالوں کے جواب لکھیے

1. 'ماہ رُو' اور 'گل رو' کے الفاظ کس کے لیے اور کس شعر میں استعمال ہوئے ہیں؟
2. 'سر پہ تھر کھکے بیٹھنا' اور 'دانتوں میں انگلی دبانا' کے کیا معنی ہیں؟
3. 'تلے کی زمین ساری اوپر ہوئی' اس مصروع کا کیا مطلب ہے؟
4. شہزادے کے غائب ہونے پر کنیروں نے کس طرح اپنے غم کا اظہار کیا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

## عملی کام

- استاد کی مدد سے شعروں کی بلند خوانی کیجیے۔
- نیچے دیے گئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔
- کچھ بن نہ آنا، دانتوں میں انگلی دبانا، کھڑی کی کھڑی رہ جانا
- مثنوی کے کس شعر میں کون تسلیح استعمال کی گئی ہے، لکھیے۔
- اس مثنوی کے ایسے شعروں کی نشان دہی کیجیے جن میں صنعتِ تشبیہ ہو یہ بھی لکھیے کہ کس چیز کو کس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے۔